۴ جُمادی الاُولیٰ ۱۴۴۸ھ / 16 اکتوبر 2026ء

حلال کی عظمت اور حرام کی نحوست

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا وَیَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّہَا وَمُسۡتَوۡدَعَہَا ؕ کُلٌّ فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ [ھود 6:11]

وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا ٭ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَاِیَّاکُمۡ ۫ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ [العنکبوت 60:29]

دُنیا امتحان گاہ ہے، جہاں ربِّ کریم اپنے بندوں کو مختلف طرح سے آزماتا ہے۔ جو بندے اپنے مالکِ مہربان کے حکم پر عمل کریں وہ اُنھیں دُنیا و آخرت میں بے شمار اِعزازات سے نوازتا ہے، جب کہ نافرمان لوگ سزا کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔

دُنیا کے نظام میں لوگ اپنی مَعاشی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مختلف ذرائع اختیار کرتے ہیں... کوئی تجارت و کاروبار سے وابستہ ہے تو کوئی ملازمت کرتا ہے، کوئی کھیتی باڑی سے روزی کماتا ہے تو کوئی اپنی صلاحیتوں کے مطابق روزگار کے دوسرے طریقے اختیار کیے ہوئے ہے۔ بہر حال ربِّ کریم نے اِن مَعاشی ذرائع میں بھی بندوں کا امتحان رکھا ہے کہ کون شریعتِ مطہرہ کے اُصولوں کا پاس رکھتے ہوئے فقط جائز و حلال ذرائع پر اکتفا کرتا ہے اور کون مال کے لالچ میں اندھا ہو کر حرام کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔

ہمارے دَور کا یہ المیہ ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں رہی، اُنھیں فقط مال و دولت جمع کرنے کی فکر ہے، چاہے وہ حلال ذریعے سے حاصل ہو یا حرام طریقے سے... حالانکہ قرآن و سنّت میں حرام کمانے، کھانے اور استعمال کرنے پر سخت ترین وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

پھر جو حلال کی پابندی کرتے ہیں اُن میں سے بھی بہت سارے ایسے ہیں جو اقتِصاد (معیشت/Economy) کے شرعی اُصولوں اور احکام سے واقف نہیں، وہ اَن جانے میں ناجائز ذرائعِ آمدن کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ بندہ تجارت، نوکری یا کسی بھی شعبے سے مُنسلِک ہو، اُس پر اپنے شعبے سے متعلق شرعی راہ نمائی حاصل کرنا اور حلال و حرام کے احکام سیکھنا فرضِ عین ہے۔

اِسی صورتِ حال کے پیشِ نظر اِن شاء اللہ تعالیٰ آئندہ چند خطبات میں آمدن کے حلال و حرام ذرائع سے متعلّق قرآن و حدیث کی روشنی میں گفتگو کی جائے گی۔

یاد رکھیے! انسان اپنے منہ میں جو لقمہ ڈالتا ہے اُس کا اثر فقط اُس کے جسم پر ہی نہیں پڑتا، بلکہ یہ اُس کے ایمان، روح اور اَخلاق پر بھی گہرا اثر ڈالتا ہے۔ جہاں حلال کی برکت سے ایمان ترقّی پاتا ہے، عبادت کی لذّت نصیب ہوتی ہے اور بندے کو ربِّ کریم کا قُرب ملتا ہے وہیں حرام کی نَحوست ایمان کو کمزور، دل کو سخت اور رُوحانیت کو تباہ کر دیتی ہے۔

آج کا خطبہ بطورِ تمہید "حلال کی عظمت اور حرام کی نَحوست" کے عنوان سے ہو گا، جس میں رزق سے متعلّق بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ حلال کے فوائد و ثَمَرات اور حرام کی تباہ کاریوں کا جائزہ لیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

رِزق کا مُقدّر ہونا

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک "عقیدۂ تقدیر" بھی ہے۔ اِس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اَزَل میں ہی ہر چیز کا علم تھا اور اُس نے زمین و آسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنے علمِ کامل اور حکمتِ بالغہ کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر معاملے کا فیصلہ کر کے اُسے لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا۔ یہ اُس کے علم کا کمال ہے کہ ہزاروں سال بعد انسان نے اُس کے دیے ہوئے اختیار سے جو کچھ کرنا تھا اور دیگر جو کچھ بھی ہونا تھا، ہر معاملے اور ہر ذرّے کی تفصیل اُس علیم و خبیر کو معلوم تھی اور اُس نے لکھوا دی۔

تقدیر میں مخلوق کی روزی بھی شامل ہے۔ یعنی ہر انسان کی پیدائش سے بے شمار سال پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اُسے کس قدر رزق ملے گا۔ جب "رِزق" کی مقدار مقرر ہے تو حلال اسباب سے روزگار حاصل کرنے کی صورت میں طے شدہ روزی کے ساتھ ساتھ ربِّ کریم کی رِضا اور برکت بھی نصیب ہو گی... جب کہ حرام طریقوں سے مال بڑھانے کی کوشش کرنے پر رِزق میں تو کوئی اضافہ نہیں ہو گا، البتہ انسان اپنی نالائقی کی وجہ سے خالقِ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی ناراضی مُول لے لے گا۔

درحقیقت روزگار کے لیے کوشش فقط اِس واسطے کی جاتی ہے کہ یہ شریعت کا حکم ہے، ورنہ تقدیر میں لکھا بہر حال ملے گا اور جو نہیں لکھا وہ ہر طرح سے جتن کرنے کے باوجود بھی کبھی نہیں مل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ماہر تاجر اور اربابِ فنّ بے روزگار ہوتے ہیں، جب کہ کئی بالکل اناڑی لوگ دولت میں کھیلتے ہیں... بلکہ یہ شانِ قدرت کا اِظہار ہی ہے کہ بے زبان و بے ہُنر جانور رحمتِ الٰہی سے سَیر بھی ہوتے ہیں اور مستقبل سے بے فکر بھی، جب کہ عقل و شعور اور ہنر و فنّ رکھنے والا انسان اپنی نادانی کے سبب روزی کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے، پھر بھی سَیر نہیں ہوتا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- أَيُّهَا النَّاسُ! اِتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ۔ "لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ، لالچ کے بغیر، فقط حلال ذریعے سے) روزی تلاش کرو!"
- فَإِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا۔ "بلاشبہ کوئی شخص اُس وقت تک موت کی آغوش میں نہیں جا سکتا جب تک کہ وہ اپنا طے شدہ رزق پورا نہ حاصل کر لے، چاہے اُس کی فراہمی کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔"
- فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔ "چنانچہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق کی تلاش کرو! حلال لے لو اور حرام کو چھوڑ دو!" (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 2144۔ شعب الایمان، ج:2، ص:68، رقم:1187، حدیث صحیح)

یہ حقیقت ہے کہ اگر تقدیر پر ایمان پختہ ہو جائے تو انسان حرام کمانے کا تصوُّر بھی نہ کرے۔

رزق کا اللہ تعالیٰ کے ذمّۂ کرم پر ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں پیدا فرمایا، پھر اپنے لُطف و عنایت سے ہر طرح کی ضروریات پوری فرمائیں، یہ بھی اُس کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ہماری روزی کو اپنے ذمّۂ کرم پر لے کر قرآنِ مجید میں اُس کا پختہ وعدہ فرمایا۔ گویا ربِّ کریم چاہتا ہے کہ بندے یکسوئی کے ساتھ اُس کے احکام پر عمل کریں اور روزی کی فکر میں کبھی بھی اُس کی نافرمانی کا راستہ اختیار نہ کریں۔

افسوس کہ انسان اپنی اصل ذمّے داری، یعنی مالکِ کریم کے احکام پر عمل کرنے اور بندگی کا حق ادا کرنے سے غافل رہتا ہے، جب کہ روزی کی فکر میں سرگرداں ہو کر اپنے پروَردگار کی نافرمانی سے بھی دریغ نہیں کرتا، حالانکہ یہ تو مالکِ کریم کے ذمۂ کرم پر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ یعنی "زمین پر چلنے والے ہر جان دار کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے، وہ ہر ایک کے ٹھکانے اور (موت کے بعد) سپرد کیے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں موجود ہے۔" [ھود 11:6]

بندوں کا یقین و توکُّل مزید پختہ کرنے کے لیے خالقِ کریم نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ فقط انسانوں کی ہی نہیں، بلکہ تمام جان داروں کی روزی میرے ذمۂ کرم پر ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ "اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ہی اُنھیں اور تمھیں رزق دیتا ہے اور وہ بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔" [العنکبوت 29:60]

ایک مرتبہ سیدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات کا دل اہل و عیال کی طرف متوجّہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک چٹان پر اپنا عصا مارنے کا حکم فرمایا! آپ نے لاٹھی ماری تو وہ چٹان شَقّ ہو گئی اور اُس کے اندر سے دوسری چٹان نمودار ہوئی، آپ نے اُس پر لاٹھی ماری تو وہ بھی پھٹ گئی اور اُس سے تیسری چٹان نکل آئی۔ جب آپ نے تیسری چٹان پر عصا مارا تو وہ بھی دو نیم ہو گئی اور اُس کے اندر سے چیونٹی جیسا ایک ننھا کیڑا نکلا، جس کے منہ میں خوراک موجود تھی۔ سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی سماعت سے حجاب اُٹھایا گیا تو آپ نے سُنا کہ وہ کیڑا اپنی بولی میں یہ سبق آموز الفاظ کہہ رہا تھا: سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ وَيَسْمَعُ كَلَامِيْ وَيَعْرِفُ مَكَانِيْ وَيَذْكُرُنِيْ وَلَا يَنْسَانِيْ۔ اللہ پاک ہے! جو مجھے دیکھتا ہے، میری بات کو سنتا ہے، میرے ٹھکانے کو جانتا ہے، مجھے یاد رکھتا ہے اور کبھی نہیں بھولتا۔

(مفاتیح الغیب [تفسیرِ کبیر]، زیرِ ھود 11:6)

غور کیجیے! جب اللہ تعالیٰ چٹانوں کی تہوں میں موجود چھوٹے سے کیڑے کو جانتا بھی ہے اور اُس کی ضروریات بھی پوری فرماتا ہے تو وہ انسان کو کیسے محروم رکھے گا! حالانکہ اُس نے انسان کو عقل و شعور، مختلف صلاحیتوں اور حصولِ مَعاش کے متعدّد ذرائع سے بھی نوازا ہے اور اُسے دُنیا کی چیزوں میں تصرّف اور ملکیت کے حقوق بھی عطا کیے ہیں۔

حلال کے فوائد و ثمرات

یہ حقیقت ہے کہ رزق تقدیر میں شامل ہے اور طے شدہ ہے اور یہ بات بھی بالکل بجا ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ کے ذمّۂ کرم پر ہے، تاہم قادرِ مطلق نے بندوں کی آزمائش کے لیے اُن کے سامنے حلال و حرام... دونوں کے راستے کھلے رکھے ہیں۔ اب اگر بندہ حلال ذرائع سے رزق حاصل کرنے کی کوشش کرے تو روزی کے ساتھ ساتھ رزّاقِ عالَم جَلَّ شَانُہٗ کی رِضا بھی نصیب ہو جاتی ہے، لیکن اگر حرام طریقے اپنائے تو رزق طے شدہ ہی ملتا ہے، تاہم بندہ اپنی نالائقی کی وجہ سے اپنے خالقِ کریم کو ناراض کر بیٹھتا ہے۔

قرآن وسنّت میں رزقِ حلال کمانے اور کھانے کا تاکیدی حکم بھی دیا گیا ہے اور اِس کے دُنیاوی واُخروی فوائد سے بھی آگاہ فرمایا گیا ہے، جب کہ حرام لینے اور استعمال کرنے کی ممانعت کے ساتھ ساتھ دونوں جہان میں اُس کی تباہ کاریوں سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔

حکمِ الٰہی پر عمل: حلال کے بے شمار فوائد میں سے ایک اَہَمّ فائدہ یہ بھی ہے کہ اِس کے ذریعے بندہ اپنے پروَردگار جَلَّ مَجْدُہٗ کے حکم پر عمل کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

”اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی حلال چیزوں میں سے کھاؤ اور اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو اُس کا شکر ادا کرو!“[البقرۃ2:172]

قَبولیّت: حلال کی عظیم برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حلال کھانے والا خود بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ٹھہرتا ہے اور اُس کے اعمالِ صالحہ بھی اعلیٰ شان کے ساتھ قبولیت کا شَرَف پاتے ہیں، پھر ربِّ کریم اُن پر اپنی شایانِ شان اجر وانعام سے نوازتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ جاناں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَیِّبٍ - وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّیِّبَ - وَإِنَّ اللّٰهَ یَتَقَبَّلُهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یُرَبِّیْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا یُرَبِّیْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰی تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ۔ یعنی ”جو شخص حلال کمائی سے چھوہارے کے برابر صدقہ کرے.. اور اللہ پاک صِرف حلال ہی قبول فرماتا ہے.. تو ربِّ کریم اُسے خوش ہو کر قبول فرماتا ہے، پھر اُسے صدقہ کرنے والے کے لیے بڑھاتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے، حتّٰی کہ اُس کھجور جتنے صدقہ کا ثواب (میزانِ حسنات میں) پہاڑ کی طرح ہو گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث:1410)

سبق آموز واقعہ: نور الدین ابو الحسن علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا: ولیِ کامل عارف باللہ شیخ علی متّقی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں: ایک نیک شخص حلال کماتا تھا، پھر آمدن کا ایک تہائی صدقہ کر دیتا، ایک تہائی اپنے استعمال کے لیے رکھتا اور ایک تہائی کاروبار میں لگا دیتا۔ کسی دُنیا دار نے اُس کے پاس حاضر ہو کر کہا: شیخ! میں کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں، آپ کسی مستحق کی نشان دہی کر دیجیے! مردِ صالح نے کہا: حَصِّلِ الْمَالَ مِنَ الْحَلَالِ ثُمَّ أَنْفِقْ فَإِنَّهٗ یَقَعُ فِیْ یَدِ الْمُسْتَحِقِّ۔ یعنی حلال مال کماؤ! پھر صدقہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے

مستحق کے ہاتھ میں ہی جائے گا۔ اُس نے اِصرار کیا کہ آپ کسی مستحق کا بتادیں! بندۂ صالح نے فرمایا: باہَر جاؤ! جس شخص کو دیکھ کر تمہارے دل میں ہمدردی اور نرمی پیدا ہو، اُسے وہ مال دے دینا!

وہ باہر نکلا تو اُسے ایک بوڑھا، نابینا فقیر نظر آیا، اُس نے اُسے صدقہ دے دیا۔ بعد میں وہ امیر شخص وہاں سے گزرا تو اُس نے سُنا کہ نابینا فقیر اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا: کل ایک شخص نے مجھے اتنی رقم دی تھی اور مَیں نے وہ سب شراب نوشی میں اُڑادی۔

وہ امیر شخص پریشان ہو کر شیخ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ شیخ نے اپنی حلال کمائی میں سے ایک درہم اُسے دیا اور فرمایا: إِذَا خَرَجْتَ مِنَ الْبَيْتِ فَأَوَّلُ مَنْ يَقَعُ نَظَرُكَ عَلَيْهِ فَادْفَعِ الدِّرْهَمَ إِلَيْهِ۔ جاؤ! گھر سے نکلتے ہی سب سے پہلے جو بندہ نظر آئے اُسے یہ درہم دے دینا! وہ باہَر نکلا تو ایک وجیہ شخص نظر آیا جو بظاہر مال دار معلوم ہوتا تھا، اُسے درہم دینے سے ہچکچاہٹ تو ہوئی، مگر شیخ کے حکم کے مطابق اُس نے درہم اُسی بندے کو دے دیا۔

وہ درہم لے کر واپس پلٹ گیا اور مال دار بھی تجسُّس میں اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا، یہاں تک کہ وہ بندہ ایک ویران جگہ میں داخل ہوا اور دوسری جانب سے نکل گیا۔ امیر آدمی بھی اُس جگہ پہنچا، مگر اُسے وہاں ایک مُردہ کبوتری کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیا۔

امیر آدمی نے درہم لینے والے کو قسم دے کر اصل ماجرا پوچھا تو اُس نے بتایا: میرے چھوٹے چھوٹے بچے شدید بھوک سے بلک رہے تھے، چنانچہ مَیں سخت پریشانی میں روزی کی تلاش کے لیے نکلا تو مجھے یہ مُردہ کبوتری ہی ملی، جسے مَیں نے مجبوری کے عالَم میں بچوں کے لیے اُٹھالیا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ایک درہم کے ذریعے مہربانی فرمادی تو میں نے وہ مردہ کبوتری واپس اُسی جگہ پر پھینک دی۔

تب اُس دُنیادار کو سمجھ آئی کہ مردِ صالح نے صحیح فرمایا تھا: "حلال مال کماؤ! پھر صدقہ کرو گے تو اللہ کے کرم سے مستحق کے ہاتھ میں ہی جائے گا۔" (مرقاۃ المفاتیح، زیرِ حدیث: 1888)

حصولِ برکت: حلال رزق کے ثَمَرات میں سے ایک برکت بھی ہے۔ اِسے یوں سمجھیے کہ بعض اوقات بندے کے پاس کوئی نعمت وافِر مقدار میں ہوتی ہے، مگر اُسے اُس نعمت سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا، یہی "بے برکتی" ہے... اِس کے برعکس کئی مرتبہ نعمت معمولی مقدار میں ہوتی ہے، لیکن اللہ کریم اُسے بندے کے لیے بڑے نفع کا ذریعہ بنادیتا ہے، اِسی کا نام "برکت" ہے۔

قرآن وسنّت سے بھی تربیت ملتی ہے اور ہم روز مرّہ زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ حلال روزی بظاہر کم ہو تب بھی وہ بابرکت ہوتی ہے، جب کہ حرام مال کثرت کے باوُجود کبھی بھی بابرکت نہیں ہوتا۔ چنانچہ انسان کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ مال بڑھانے کی دُھن میں حرام کمانے سے کیا حاصل ہو گا، جب اُس سے برکت اور نفع ہی نصیب نہیں ہو سکتا!

کبھی ہم تنہائی میں بیٹھ کر اپنے حالات کا جائزہ لیں تو محسوس ہو گا کہ ہماری موجودہ آمدن گزشتہ سالوں سے کہیں زیادہ ہے، مگر ضروریات اور اخراجات پھر بھی پورے نہیں ہوتے... تو سوچیے! کیا یہی بے برکتی نہیں!

حرام کی تباہ کاریاں

قرآن وسنّت میں حرام کمانے، کھانے اور استعمال کرنے پر مختلف وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ اگر بندہ اُنھیں پیشِ نظر رکھے تو کبھی بھی حرام کی طرف قدم بڑھانے کی جرأت نہ کرے۔ حرام کے فقط چند نقصانات پر غور کیجیے!

وبال ہی وبال: حرام کے نقصانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندے کو نہ تو دُنیا میں اُس کا کوئی حقیقی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی آخرت میں وہ کسی کام آئے گا۔ صاحبِ نعلَین ووِسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: وَلَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ فَيُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكَ لَهُ فِيْهِ، وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهٖ فَيُقْبَلَ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ إِلَّا كَانَ زَادَهٗ إِلَى النَّارِ... یعنی "کوئی بندہ حرام مال کما کر خرچ کرے تو اُس میں برکت نہیں ہوتی... صدقہ کرے تو قبول نہیں کیا جاتا... (موت کے بعد) اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو جہنم کا زادِ راہ (جب تک حرام کو استعمال کیا جائے گا تب تک کمانے والے کو عذاب) ہو گا۔" (مسند احمد، حدیث:3672) خلاصہ یہ کہ حرام زندگی میں بھی نقصان دہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب کا باعث ہے۔

دُعاؤں کا ردّ ہونا: حرام کا ایک سنگین نقصان یہ بھی ہے کہ یہ دُعا کی قبولیت میں رُکاوٹ بن جاتا ہے، حرام کمانے اور کھانے والے کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالَم ﷺ نے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا جو لمبا سفر کرتا ہے، اُس کے بال بِکھرے ہوئے ہیں، کپڑے غُبار آلود / مَیلے کُچیلے ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر عرض کرتا ہے: یارب! یارب! فرمایا: وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ. "حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام سے ہے، اُس کا پینا حرام سے ہے، اُس کا لباس حرام سے ہے اور اُس نے حرام سے ہی پرورش پائی ہے تو اُس کی دُعا کیسے قبول ہو گی!"
(صحیح مسلم، حدیث:1015۔ جامع ترمذی، حدیث:2989)

دُعا کرنے والا جتنا زیادہ بے بَس ہو اُس کی دُعا اُتنی ہی جلد قبول ہوتی ہے۔ یہ شخص انتہائی لاچار ہے، ربِّ کریم اِس کی دُعا جلد قبول فرماتا، لیکن حرام کی وجہ سے قبول نہیں ہوئی۔ اگر ایسے مجبور کی دُعا بھی حرام کی وجہ سے ردّ ہو جاتی ہے تو پھر باقی کس شمار میں رہے!

تباہی کا ذریعہ: سرکارِ بغداد غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں مثال بیان فرمائی: ایک شخص رات کو گھنے درختوں والے جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹنے لگے، جہاں مختلف قسم کے جان لیوا جانور / کیڑے مکوڑے ہوں، وہاں چاند کا اُجالا بھی نہ ہو اور اُس کے پاس روشنی کا متبادِل انتظام بھی نہ ہو.... تو قوی امکان ہے کہ ایسا شخص لکڑیاں حاصل کرنے کے لالچ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ فرمایا: حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر دُنیا کے پیچھے پڑنے والے کا بھی یہی حال ہے۔

آپ نے فرمایا: ایمان، شریعت اور تقویٰ کے سورج کی روشنی میں زندگی گزارو! یہ سورج تمہیں اللہ کریم کی رحمت سے خواہشات کے جال، نفس و شیطان کے شر اور (خالق کو چھوڑ کر) مخلوق پر نظر رکھنے کے شِرک سے بچالے گا۔ (الفتح الربّانی، مجلس:3، ص:30، ملخصًا)

حرام سے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا

خطبہ کے شروع میں اِس بات کا ذکر کیا جاچکا کہ ہر بندے کا رزق تقدیرِ الٰہی میں طے شدہ ہے اور زمین وآسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا گیا تھا۔ اب چاہے انسان صبر و قناعت کا دامن تھام کر حلال ذرائع اختیار کرے یا حرص ولالچ میں آکر حرام کے راستے پر چل پڑے، بہر صورت اُس کے طے شدہ رزق کی مقدار میں ذرہ برابر بھی کمی یا بیشی نہیں ہو سکتی۔

سبق آموز واقعہ: ایک مرتبہ سیدنا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم خچر پر سوار ہو کر مسجد کی جانب تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ایک شخص کو فرمایا: أَمْسِكْ عَلَيَّ بَغْلَتِيْ! (مَیں نَماز ادا کر لوں، تم اتنی دیر) میرے خچر کو تھامے رکھنا! اُس شخص کی نیت خراب ہو گئی، اُس نے خچر کو وہیں چھوڑا اور لگام لے کر بھاگ گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد سے باہَر تشریف لائے تو آپ کے دستِ مبارک میں دو درہم تھے، جو آپ اُسے سواری کی نگرانی پر بطورِ انعام دینا چاہتے تھے، لیکن آپ نے دیکھا کہ خچر لگام کے بغیر کھڑا ہے۔ بہر حال آپ سوار ہو کر روانہ ہو گئے اور اپنے غلام کو دو درہم دے کر بازار سے نئی لگام خریدنے کا حکم دیا۔

قدرت کا کرنا کہ غلام کو بازار میں وہی لگام مل گئی جسے چور نے دو درہم میں بیچ دیا تھا۔ جب اُس نے واپس آکر صورتِ حال عرض کی تو مولَی المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَحْرِمُ نَفْسَهُ الرِّزْقَ الْحَلَالَ بِتَرْكِ الصَّبْرِ، وَلَا يَزْدَادُ عَلٰى مَا قُدِّرَ لَهُ۔ یقیناً بندہ بے صبری کی وجہ سے اپنے آپ کو حلال رزق سے محروم کر لیتا ہے، حالانکہ اُسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اُس کے مقدّر میں ہوتا ہے۔
(المستطرف فی کل فنّ مستظرف، باب:10، فصل:2، ص:81)

یہ واقعہ سامنے رکھتے ہوئے سوچیے! یہ کتنا بڑا شیطانی دھوکا ہے کہ رزق کی تقسیم وتقدیر کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آج حرام ذرائع کے ذریعے کمائی میں مبتلا ہے اور وسوسوں کے نتیجے میں کہتی ہے:

- صِرف حلال کمائیں تو گزارا کیسے ہو گا! خرچے کیسے پورے کریں گے!
- ہمیں بھی معلوم ہے کہ یہ طریقہ غلط اور ناجائز ہے، مگر صرف بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔
- ساری دُنیا کا نظام ایسا ہے تو معیشت کی ترقّی کے لیے ہمیں بھی ساتھ چلنا پڑے گا۔

ایک بزرگ نے مارکیٹ کے آخری کونے میں چھوٹی سی دُکان بنا رکھی تھی۔ کسی نے اُنھیں کہا: آپ باہَر مرکزی جگہ پر بیٹھیں؛ تاکہ لوگ دیکھیں اور کاروبار میں اِضافہ ہو۔ وہ فرمانے لگے: بیٹا! جو باہَر والوں کا رازِق ہے وہی کونے میں بیٹھنے والوں کو بھی روزی دیتا ہے، یہاں فقط اُس کا حکم پورا کرنے کے لیے بیٹھا ہوں، روزی تو وہ گھر میں بھی پہنچا سکتا ہے۔

حرفِ آخر: رزقِ حلال... ذریعۂ رِضائے ربِّ ذوالجلال

اِس حقیقت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ دُنیا ہمیشگی کا گھر نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔ یہاں اپنے خالقِ کریم کی فرماں برداری کر کے اُسے راضی کریں تو جنّت کی دائمی نعمتوں اور لامتناہی عزّتوں سے سرفراز ہوں گے، جب کہ دُنیا میں نافرمانی کر کے اپنے پروَردگار کو ناراض کر بیٹھیں تو یاد رکھنا چاہیے کہ اُس نے قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ نافرمانوں کے لیے دُنیا میں ذلّت ورُسوائی اور آخرت کے دائمی عذاب کی سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔

قدرت کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق انسان روزگار کے مختلف اسباب اختیار کرتا ہے، تاہم اِن مَعاشی ذرائع میں بھی بندے کا امتحان ہے کہ وہ شریعتِ مطہرہ کی پابندی کرتے ہوئے حلال طریقے سے کماتا ہے یا دَولت کے لالچ میں اندھا ہو کر حرام کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔

اگر اِس امتحان میں کامیاب لوگوں کی شرح اور تناسُب (Ratio) کا جائزہ لیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے؛ کیونکہ:

⟸ اوّلاً تو حلال وحرام کی پروا کرنے والے ہی کم ہیں۔

⟸ پھر حلال پر اکتفا کرنے والوں کو بھی حلال وحرام کے شرعی اُصول ومسائل معلوم نہیں۔

حالانکہ قرآن وسنت کا واضح اعلان ہے کہ حرام کھانے والے سے ربِّ ذوالجلال جَلَّ مَجْدُہٗ سخت ناراض ہوتا ہے اور حرام سے پرورش پانے والا گوشت جہنم کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

اِسی عصری ضرورت کے پیشِ نظر آمدن کے حلال وحرام ذرائع سے متعلق خطبات کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے اور آج بطورِ تمہید "حلال کی عظمت اور حرام کی نحوست" کے زیرِ عنوان گفتگو کی گئی۔ خطبے کے چند اَہَمّ نِکات یہ ہیں:

1) رزق تقدیر میں شامل ہے۔ یعنی زمین وآسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے خالقِ کریم نے جہاں اپنی حکمت کے مطابق باقی اُمور کا فیصلہ کر کے اُنھیں لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا وہیں ہر انسان کی روزی سے متعلق تفصیلی فیصلہ فرما کر اُسے تحریر کروا دیا۔

2) اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ رزق میں ذرّہ برابر کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ انسان خواہ قناعت کے ساتھ حلال اسباب اختیار کرے یا بے صبری کا مظاہَرہ کرتے ہوئے حرام میں مبتلا ہو جائے، بہر حال جو لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا اور جو نہیں لکھا وہ ہزار کوشش و تدبیر کے باوُجود کسی صورت نہیں مل سکتا۔

3) خالقِ کریم نے احسانِ عظیم فرماتے ہوئے انسانوں سمیت تمام جان داروں کا رزق اپنے ذمّۂ کرم پر لیا ہے اور اِس کا قرآنِ حکیم میں وعدہ فرمایا ہے۔ اِس وعدۂ الٰہیہ کی تکمیل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، ربِّ کریم ننھے کیڑوں کو چٹانوں میں بھی روزی عطا کرتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ جو ساری کائنات کے جان داروں کو روزی عطا فرماتا ہے اُس کے لیے ہمیں رزق دینا کون سا مشکل کام ہے!

4) رزقِ حلال کے ذریعے بندے کو دُنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں، مثلاً:

i. اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اچھی نیت سے حلال روزی کمانا خود ایک عبادت ہے اور اِس پر عبادت والا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

ii. حلال کمانے اور کھانے والا خود بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے اور اُس کے اعمالِ صالحہ بھی اعلیٰ شان کے ساتھ قبولیت کا شرف پاتے ہیں۔

iii. حلال مال کی ظاہری مقدار اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، لیکن وہ ہمیشہ بابرکت، باعثِ اطمینان اور نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔

iv. حلال روزی پر اکتفا کرنے والے کو بروزِ قیامت احکم الحاکمین کے حضور جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

5) قرآن و سنّت میں حرام کمائی کی متعدِّد تباہ کاریاں بیان ہوئی ہیں، مثال کے طور پر:

i. حرام مال کا نہ دنیا میں کوئی حقیقی فائدہ ہے، نہ آخرت میں۔ وہ وبال ہی وبال ہے... خود استعمال کریں تو بے برکت ہوتا ہے، راہِ خدا میں خرچ کریں تو مردود ٹھہرتا ہے اور مرنے کے بعد وارِثوں کے لیے چھوڑ جائیں تو جہنم کا زادِ راہ بنتا ہے۔

ii. حرام کمانے اور کھانے والے کی عبادات، صدقات اور دُعائیں بارگاہِ الٰہی سے ردّ کر دی جاتی ہیں۔

iii. حرام کی نحوست سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بندہ بھلائی کے بہت سارے کاموں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بندے کے پیٹ میں لقمہ حلال کا ہو تو خالقِ کریم بندے کے لیے بھلائیوں کے وہ دروازے کھول دیتا ہے جن کا اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

شرعی مسئلہ: اگر دو یا زیادہ افراد مشترکہ سرمائے (Financial Capital) کے ذریعے شراکت داری (Partnership) کریں تو نفع کی مقدار باہمی رِضامندی سے کم یا زیادہ فیصد بھی طے کر سکتے ہیں، یعنی ایک شخص نے سرمائے کا 10 فیصد فراہم کیا ہو اور دوسرے نے 90 فیصد فراہم کیا ہو تو یہ طے کر سکتے ہیں کہ نفع نصف نصف ہوگا، اِسی طرح نفع کا کوئی اور تناسُب (Ratio) مقرر کرنا بھی جائز ہے، البتہ معیّن مال یا رقم (مثلاً پچاس ہزار) مقرر کرنا درست نہیں۔[1]

یاد رہے کہ نقصان سرمائے کے حساب سے ہی برداشت کرنا ہوگا۔ مثال کے طور ایک شخص نے 10 فیصد رقم دی اور دوسرے نے 90 فیصد تو نقصان بھی اِسی تناسب سے برداشت کریں گے، اُس میں کمی بیشی طے کرنے کا اختیار نہیں۔ اگر نقصان میں سرمائے کے برعکس کمی بیشی کی شرط رکھیں تو بھی اُس کا اعتبار نہیں ہوگا۔[2]

---

[1] بہارِ شریعت، ج:2(ب)، ح:10، ص:491، م:6، مکتبۃ المدینہ

[2] ایضًا

اللہ تعالیٰ نبیِ مکرّم ﷺ کے طفیل ہم سب کو توکُّل ورِضا کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق سے نوازے اور حرام سے ہمیشہ محفوظ رکھے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے!خصوصًا پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور حوادِثِ زمانہ سے اِس کی حفاظت فرمائے!ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے،اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے!اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ فرمادے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے!اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے،امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے!اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!